پاکستان کی تعلیمی پالیسیاں اور منصوبے

(Educational Policies and Plans of Pakistan)

دنیا کی تمام قومیں اپنی امنگوں اور مستقبل کی ضروریات کو تعلیمی پالیسی اور تعلیمی منصوبہ بندی کی بنیاد بناتی ہیں۔ تعلیمی پالیسی میں جو مقاصد اور اہداف طے کیے جاتے ہیں ان کے حصول کے لیے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ منصوبے میں طے کیا جاتا ہے کہ مقررہ مدت کے اندر طے شدہ اہداف کے حصول کے لیے کس قدر وسائل کی ضرورت ہوگی اور ان کا حصول کیسے ممکن بنایا جائے گا۔ ہر قوم کے اپنے تہذیبی اور تعلیمی مقاصد مستقل ہوتے ہیں اور یہ ہمیشہ ملکی آئین کے تابع ہوتے ہیں۔ ملکی آئین جس تہذیب کو مقصد حیات قرار دیتا ہے وہی اس ملک کی اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں کا مقصد حیات بن جاتی ہے۔ ان تمام شعبوں کی افرادی ضروریات پوری کرنا تعلیم کا ایک بنیادی فریضہ ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے جہاں تعلیم کو نظریہ پاکستان کے استحکام کا وسیلہ بننا چاہیے۔ پاکستان میں اس ضرورت کا احساس ہمیں قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی بانئ پاکستان قائداعظمؒ نے پہلی تعلیمی کانفرنس 1947ء کے نام اپنے پیغام میں یوں دلایا۔ ''اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگرام کو ایسے خطوط پر چلانا چاہیے جو ہمارے لوگوں کے مزاج کے مطابق ہوں اور ہماری تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہوں''، تعلیم نظریہ پاکستان کے فروغ میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہی طلبہ کو قیام پاکستان کے مقاصد سے روشناس کرایا جاسکتا ہے۔ قوم میں اتحاد و یگانگت، یکجہتی اور جذبہ حریت برقرار رکھنے اور اسلام کے بنیادی عقائد و اقدار کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے تعلیم مؤثر کردار ادا کرسکتی ہے۔

پاکستان اسلامی نظریہ حیات کی بنیاد پر قائم ہوا۔ پاکستان کے حصول کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہاں زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی نظریہ حیات کو نافذ کردیا جائے۔ اسی لیے قیام پاکستان سے اب تک بننے والی تمام پالیسیوں میں اسلامی نظریہ حیات کو مقاصد تعلیم کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ ذیل میں نظریہ پاکستان کا تعلیمی مفہوم اور تمام تعلیمی پالیسیوں کی اہم سفارشات نوٹ کی گئی ہیں۔

نظریہ پاکستان کا تعلیمی مفہوم

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ پاکستان دوقومی نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی باہمی کشمکش کی بنیاد نظریاتی اختلاف تھا۔ مسلمان اسلامی نظریہ حیات پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ غیر مسلم اس پر یقین نہیں رکھتے۔ یہی ایمان نظریہ پاکستان کی بنیاد ہے اور یہی تحریک پاکستان کا محرک بنا۔ تحریک پاکستان کے دوران ہر مسلمان کا ایک ہی نعرہ تھا۔

پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ نظریہ پاکستان کا صحیح مفہوم جاننے کے لیے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا مفہوم سمجھنا بہت ضروری ہے۔ یہ کلمہ توحید کا بنیادی جزو ہے جس کے معنی یہ ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تمام انسانوں کو صرف اللہ کے قانون یعنی قرآن کریم کی پابندی کرنی چاہیے اور اپنی زندگی کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ دنیا میں بسنے والے تمام لوگ دو قوموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ کے قانون کو ماننے والے ملّتِ اسلامیہ اور نہ ماننے والے ملتِ کفر۔ یہی دوقومی نظریہ ہے جو تحریک پاکستان کی بنیاد بنا اور اسی کی بنیاد پر پاکستان حاصل ہوا۔

علامہ اقبالؒ نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے آزاد ریاست کے قیام پر زور دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اسلام کے ایک تمدنی قوت کی حیثیت سے زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک مخصوص علاقے میں اس کی مرکزیت قائم ہو۔"

علامہ اقبالؒ نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد ان کا دین ہے۔ وطن، زبان اور نسل ان کی قومیت کی بنیاد نہیں۔ آپؒ نے فرمایا "مسلمانوں اور دیگر اقوام عالم میں امتیازی فرق یہ ہے کہ اسلام کا تصور قومیت نہ وطنی ہے نہ لسانی نہ نسلی۔"

مسلمانوں کی یہ سوچ اور تصور نظریہ پاکستان کی بنیاد بنا۔ قائداعظمؒ نے ایک موقع پر اسی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا "ہم ایک علیٰحدہ قوم ہیں جن کے پاس اپنا خاص تہذیب وتمدن، زبان، فنون لطیفہ، عدالتی قانون اور ضابطۂ اخلاق، رواج، سن، تاریخ، روایات، رجحانات اور امنگیں موجود ہیں۔ مختصر یہ کہ زندگی اور اس کے متعلق ہم ایک خاص تصور رکھتے ہیں اور بین الاقوامی قانون کے تمام اصولوں کے مطابق ہم ایک علیٰحدہ قوم ہیں"۔ تعلیم استحکام پاکستان کے لیے اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہی پاکستانی قوم میں اتحاد و یگانگت، یکجہتی اور جذبۂ حریت برقرار رکھا جا سکتا ہے۔

نظریہ پاکستان کا مفہوم کے حوالے سے تعلیمی مقاصد، تعلیمی نصاب، انداز تدریس اور جائزے کے طریقے اس طرح ترتیب دیے جائیں کہ وہ دوقومی نظریہ اور استحکامِ پاکستان کی بنیاد بن سکیں۔

قومی تعلیمی پالیسیاں

ہر ملک اپنی تعلیمی پالیسی کے مقاصد اپنے نظریہ حیات کے مطابق طے کرتا ہے۔ پاکستان کی تمام تعلیمی پالیسیوں میں بانی پاکستان قائداعظمؒ کے فرمان کو ملحوظ رکھا گیا اور اسلامی نظریہ حیات کو مقاصد تعلیم کی بنیاد بنایا گیا۔ تمام پالیسیوں کے مقاصد میں عمومی طور پر یکسانیت پائی جاتی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قومی تعلیمی پالیسی ایک دفعہ طے ہوجانے کے بعد اس کے مقاصد کے حصول کے لیے مختصر مدت کے تعلیمی ترقی کے منصوبے بنائے جاتے اور حکومت کی تبدیلی کے ساتھ تعلیمی پالیسی تبدیل نہ ہوتی۔ تاہم پاکستان میں بننے والی تعلیمی پالیسیوں میں دیے گئے یکساں عمومی مقاصد کا خلاصہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

مقاصد تعلیم

1- طلبہ کو اسلامی نظریہ حیات کے زریں اصولوں کے مطابق ذمہ دار اور تعلیم یافتہ شہری کی حیثیت سے قومی اور بین الاقوامی کردار ادا کرنے کے قابل بنانا۔

2- عمومی ابتدائی تعلیم اور تعلیم بالغاں کے وسیع پروگرام کے تحت کم سے کم مدت میں ناخواندگی کو ختم کرنا اور خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔

3- قومی اتحاد اور یک جہتی کو فروغ دینا۔

4- فرد اور معاشرے کی نشوونما اور جمہوریت کو فروغ دینا۔

5- نصاب اور درسی کتب کو ملکی ضروریات کے مطابق از سر نو مرتب کرنا۔

6- نظریہ پاکستان کا تحفظ کرنا اور اسے انفرادی اور قومی زندگی کا لائحہ عمل بنانا۔

7- صنعتی ترقی اور پاکستان کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھانے اور خود کفالت کے لیے تربیت یافتہ افرادی قوت تیار کرنا۔

8- طلبہ اور اساتذہ کی بہتری کے لیے تربیتی اور فلاحی پروگرام تشکیل دینا۔

تعلیمی پالیسی 2010-1998 کے مطابق تعلیم کے درج ذیل مقاصدِ تعلیم مقرر کیے گئے ہیں:

1- نصاب کو قرآن اور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ڈھالنا۔
2- رسمی اور غیر رسمی تعلیم کے ذریعہ ابتدائی تعلیم کو عام کرنا تاکہ ترک مدرسہ کی شرح میں کمی ہو سکے۔
3- ہر بچے کو یکساں طور پر تعلیم کے زیادہ سے زیادہ مواقع مہیا کرنا۔
4- ایسے تمام بچے اور بچیاں جو ثانوی تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں انھیں سکولوں تک پہنچانے کے انتظامات کو یقینی بنانا۔
5- معاشی اور صنعتی ترقی کے لیے طلبہ کو پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم کے حصول کے لیے تیار کرنا۔
6- تدوین نصاب کے عمل کو مسلسل جاری رکھنا۔
7- انفارمیشن ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر کو کمرہ جماعت میں موثر تعلّم کے لیے استعمال کرنا۔
8- دوران ملازمت اساتذہ کے لیے تربیت کا اہتمام کرنا۔
9- ملک میں بے روزگاری ختم کرنے کے لیے فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کو بہتر بنانا۔
10- غریب اور نادار طلبہ کی مفت تعلیم کے لیے نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کرنا۔
11- تعلیمی معیار میں بہتری کے لیے ہر سطح پر جائزے کے نظام کو بہتر بنانا۔
12- اعلیٰ تعلیم کو بین الاقوامی معیار پر لانے کے لیے تحقیق کے شعبہ میں وسعت پیدا کرنا۔
13- تربیت اساتذہ کے لیے ایک موثر ڈھانچہ تشکیل دینا۔

قیام پاکستان سے اب تک بننے والی تمام تعلیمی پالیسیوں کے عمومی مقاصد تعلیم پچھلے صفحات پر درج ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے آئندہ صفحات میں تعلیمی پالیسیوں میں پائی جانے والی یکساں نوعیت کی سفارشات اور پروگراموں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ صرف نئے اور اہم پروگرام اور سفارشات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

تعلیمی کانفرنس 1947ء

14 اگست 1947ء کے بعد پاکستان ایک خودمختار اسلامی ریاست کے طور پر دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ پاکستان کے قیام کا مقصد برصغیر کی تقسیم نہ تھا بلکہ مذہبی، معاشرتی اور تعلیمی لحاظ سے مسلمان قوم کی تشکیل تھا۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے یہ تمام علاقہ برطانوی حکومت کے ماتحت تھا۔ برطانوی حکومت کی تمام تعلیمی پالیسیاں ایک غلام قوم کے لیے تھیں۔ برطانوی نظام تعلیم نے ہمارے تعلیم یافتہ افراد میں احساس کمتری اس حد تک پیدا کر دیا کہ انھیں انگریز حاکموں کی ہر ادا بھلی معلوم ہونے لگی۔ اس نظام تعلیم نے ایک غلامانہ ذہنیت کو جنم دیا جس سے تعلیم یافتہ مسلمان اپنی ثقافت سے دور ہونے لگے۔

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کو برطانوی نظام تعلیم میں پائی جانے والی خرابیوں کا پوری طرح احساس تھا۔ آپ نے 11 اکتوبر 1947ء کو پاکستان میں اسلامی نظام تعلیم رائج کرنے کے لیے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

"پاکستان جس کے لیے ہم پچھلے دس سال سے کوشش کر رہے تھے، خدا کا شکر ہے ایک مسلمہ حقیقت بن گیا ہے لیکن ایک نئی مملکت کا قیام ہی ہمارے مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ خیال یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کے مالک ہوں جہاں ہم اپنی روایات اور تمدن کے مطابق ترقی کر سکیں اور جہاں اسلام کے عدل و مساوات کے اصولوں کو آزادی سے بر سر عمل آنے کا موقع حاصل ہو۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ اس کا نظام تعلیم بھی اس عقیدے کے پیش نظر استوار کیا جائے۔"

قیام پاکستان کے فوراً بعد نئی مملکت کو گوناگوں مسائل درپیش تھے جن میں مہاجرین کی آبادکاری، پاکستان کا دفاع، کشمیر کا مسئلہ، حکومت کو چلانے کے لیے مادی وسائل کی کمی جیسے مسائل سرفہرست تھے لیکن بابائے قوم نے اس مشکل مرحلہ میں بھی تعلیم کو اس کی اہمیت کے پیش نظر اوّلیت دی اور ایک تعلیمی کانفرنس کے انعقاد کی ہدایت کی۔ چنانچہ یہ پہلی تعلیمی کانفرنس 27 نومبر 1947ء کو کراچی میں شروع ہوئی اور یکم دسمبر 1947ء تک جاری رہی۔ اس کانفرنس کے انعقاد میں قائداعظمؒ نے ذاتی طور پر دلچسپی لی لیکن بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر خود شرکت نہ کر سکے۔ البتہ ان کا پیغام افتتاحی اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا جس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1- ہمیں بحیثیت ایک آزاد اور اسلامی نظریہ کی حامل قوم کے اپنے نظام تعلیم کو اپنی تاریخ وثقافت اور زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔
2- دنیا میں وقوع پذیر ہونے والی تعلیمی ترقیوں پر نظر رکھنا چاہیے۔
3- تعلیم صرف کتابی اور نظری علوم کے حصول کا نام نہیں بلکہ عملی، سائنسی وفنی علوم پر توجہ دینی چاہیے۔
4- تعلیم کے ذریعے اپنی نئی نسل کے کردار کی اس انداز میں تربیت کرنا کہ ان میں عزت نفس، دیانت داری، احساس ذمہ داری، ایثار وقربانی اور قومی خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔
5- تعلیم کے ذریعے زندگی کے تمام شعبوں میں ماہرین اور تربیت یافتہ افراد کو آگے لانا تاکہ پاکستان ترقی کر سکے۔

تعلیمی کانفرنس سے وزیر تعلیم کا خطاب

اس وقت کے وزیر تعلیم فضل الرحمان نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا کہ وہ تعلیم میں روحانی عنصر کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اگر اس عنصر کو نظر انداز کر دیا جائے تو اس کے خطرناک اور تباہ کن نتائج برآمد ہوں گے۔ جدید تعلیم کا المیہ دو عظیم جنگوں کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ ان جنگوں اور وسیع سائنسی ایجادات نے ہمیں یہ سبق دیا کہ اگر سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ انسانی اخلاق اور روحانیت کی ترقی کو فراموش کر دیا جائے تو نسل انسانی کی تباہی یقینی ہے۔

جمہوریت اور شہریت کی تربیت کے سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ شہری کے لیے اپنے حقوق وفرائض کا جاننا بہت ضروری ہے۔ کسی ایسے شخص کو ووٹ کے استعمال کا حق دینا جسے شہری کے حقوق وفرائض کا علم نہ ہو ایسے ہی ہے جیسے بچے کے ہاتھ میں بارود دے دیا جائے۔ ووٹ کا غلط استعمال بدعنوانی اور سیاسی عدم استحکام کو جنم دیتا ہے۔ تعلیم کے لیے ضروری ہے کہ وہ جمہوریت کے چلانے کے لیے لوگوں میں احتساب کی قوت پیدا کرے۔

قومی اتحاد واستحکام کو بھی واضح کیا اور صوبائی عصبیت کے خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا "بدقسمتی سے ہمارے عوام پنجابی، سندھی، بلوچی، بنگالی اور پٹھان ہونے پر فخر کرتے رہے ہیں۔ یہ بات ہمارے لیے افسوس ناک ہے کہ ہم تعلیم کے ذریعے اس تعصب کو ختم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ یہ تعصبات پاکستان کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں۔ ہمیں صرف پاکستانی ہونے پر فخر کرنا چاہیے اور قومی اتحاد کے سلسلے میں ہماری وفاداری ناقابل تقسیم ہو۔"

تعلیمی کمیٹیوں کا قیام

وزیر تعلیم کی تقریر کے بعد کانفرنس کے شرکا کو دس سب کمیٹیوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان کمیٹیوں کے ذمے تعلیم کے مختلف شعبوں کی ترقی کا جائزہ لینا اور بہتری کے لیے سفارشات پیش کرنا تھا۔ ان کمیٹیوں کی رپورٹوں کی بنیاد پر سفارشات مرتب کی گئیں۔ ذیل میں ان سفارشات کا سرسری جائزہ لیا جاتا ہے۔

☆ نظریہ پاکستان کا تحفظ

قومی نظریہ، قومی نظام تعلیم کی اساس ہوتا ہے۔ چونکہ پاکستان کے قیام کی بنیاد اسلام اور دوقومی نظریہ پر تھی اس لیے سفارش کی گئی کہ نظریہ پاکستان تعلیم کی بنیاد ہو کیونکہ اس کے بغیر ہم اس نظریاتی مملکت کی بنیادیں مستحکم نہیں بنا سکتے۔ پہلی تعلیمی کانفرنس میں یہ سفارش کی گئی کہ نظریۂ پاکستان کو نئی نسل کے ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے اسلام کی بنیادی تعلیم از حد ضروری ہے۔ کانفرنس نے سفارش کی کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے تمام سکولوں میں دینی تعلیم کی لازمی تدریس کا اہتمام کیا جائے۔ ارکان اسلام کی عملی تربیت کا نفاذ ضروری ہو۔ چونکہ پاکستان میں مسلمانوں کے علاوہ دوسری اقلیتیں بھی ہیں اس لیے ان اقلیتوں کو بھی ان کے نظریہ حیات اور مذہب کے مطابق تعلیم دی جائے۔

☆ لازمی تعلیم

اس کانفرنس نے ملک میں ہمہ گیر لازمی اور مفت ابتدائی تعلیم کا انتظام کرنے کی سفارش کی اور کہا کہ ملک میں ناخواندگی، پسماندگی اور جہالت کے خاتمے کے لیے ہمہ گیر لازمی اور مفت ابتدائی تعلیم کا بندوبست نہایت ضروری ہے۔ ابتدائی تعلیم سے متعلقہ کمیٹی نے سفارش کی کہ ابتدائی تعلیم کی مدت پانچ سال ہو جسے بعد میں بڑھا کر آٹھ سال کر دیا جائے۔ ابتدائی تعلیم کے اداروں کے اساتذہ کے لیے مختصر مدت کے تربیتی کورسز کا اجرا کیا جائے۔

☆ تعلیم بالغاں

پاکستان میں آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ ایسے بالغ افراد پر مشتمل ہے جو لکھنا، پڑھنا نہیں جانتے۔ ایسے ناخواندہ افراد ملک کی مجموعی ترقی میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ ملک سے مکمل طور پر جہالت اور ناخواندگی کا خاتمہ کرنے کے لیے تعلیم بالغاں کے مختلف پروگرام شروع کرنے کی سفارش کی گئی۔

شہریت کی تربیت

پاکستان ایک جمہوری ملک ہے۔ حقوق و فرائض سے آگاہی جمہوریت کی بنیاد ہے۔ تعلیمی کانفرنس میں سفارش کی گئی کہ بچوں میں نظم وضبط، دیانتداری، حب الوطنی، احساس ذمہ داری اور معاشرتی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے انھیں شہریت کی تعلیم دی جائے۔

ذریعہ تعلیم

پہلی تعلیمی کانفرنس میں سفارش کی گئی کہ صوبوں میں پرائمری سطح تک ذریعہ تعلیم صوبائی زبانیں ہو سکتی ہیں لیکن پورے ملک میں اُردو کو قومی زبان کی حیثیت سے لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جائے۔ مڈل اور ہائی سطح میں اردو ذریعہ تعلیم ہو۔ اعلیٰ تعلیم میں انگریزی کو ناگزیر برائی کے طور پر کچھ عرصہ جاری رکھنے کی سفارش کی گئی۔

انگریزی کا مقام

کانفرنس نے ایک اہم سفارش یہ کی کہ انگریزی کو رفتہ رفتہ بطور ذریعہ تعلیم ختم کر دیا جائے اور اعلیٰ تعلیم بھی قومی زبان میں دی جائے۔

تعلیم نسواں

پاکستان میں خواتین کی شرح خواندگی مردوں سے بہت کم تھی۔ دیہات میں خواتین کی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ کانفرنس میں تعلیم نسواں کو خاص اہمیت دی گئی اور اس مسئلہ کے حل کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی نے سفارش کی کہ لڑکیوں کے لیے زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں۔ ابتدائی مدارس میں لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھی تعلیم دی جائے لیکن سکول اور کالج کی سطح پر ان کی تعلیم کا الگ الگ انتظام کیا جائے۔ خواتین اساتذہ کی تربیت کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ خواتین کے لیے الگ میڈیکل کالجز قائم کیے جائیں۔

☆ سائنسی اور فنی تعلیم

1947ء کی تعلیمی کانفرنس میں سائنسی اور فنی تعلیم پر خصوصی توجہ دینے کی سفارش کی گئی اور یہ طے پایا کہ ایک سائنٹیفک انڈسٹریل ریسرچ کونسل کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ وہ ملک میں سائنسی اور فنی تعلیم کے مقاصد طے کرے اور بہتری کے لیے سفارشات پیش کرے۔

☆ اساتذہ کی تربیت

تعلیمی کانفرنس میں تربیت اساتذہ کے سلسلے میں سفارش کی گئی کہ ابتدائی تعلیم کے لیے جتنے اساتذہ کی ضرورت ہے اس کا اندازہ لگایا جائے اور ان کی تربیت کا بندوبست کیا جائے۔ اساتذہ کی تنخواہوں پر نظر ثانی کی جائے اور اچھی کارکردگی دکھانے والے اساتذہ کو انعامات دیے جائیں نیز "پاکستان اکیڈمی" کے نام سے تربیت اساتذہ کے لیے ایک قومی ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے۔

1947 کی تعلیمی کانفرنس ایک مکمل تعلیمی پالیسی تو نہ دے سکی لیکن آئندہ کے لیے یہ طے ہو گیا کہ ملکی نظام تعلیم کی بنیاد اسلامی نظریہ حیات پر ہی رکھی جاسکتی ہے۔

تعلیمی کانفرنس کی سفارشات پر عمل درآمد کے لیے 1951 میں چھ سالہ منصوبہ بنایا گیا۔ نئے تعلیمی ادارے کھولنے اور تعلیمی ترقی کے نئے پروگراموں کے لیے تعلیمی اخراجات کا جو اندازہ لگایا گیا، ملکی وسائل ان اخراجات کے متحمل نہیں تھے۔ اس لیے اس منصوبہ پر مکمل طور پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔

قومی تعلیمی کمیشن 1959ء

اکتوبر 1958ء میں فوجی انقلاب کے بعد فیلڈ مارشل ایوب خان نے تعلیم میں اصلاحات کے لیے تعلیمی کمیشن قائم کیا۔ کمیشن نے اس وقت کے سیکرٹری تعلیم ایس۔ ایم۔ شریف کی سربراہی میں اپنی رپورٹ اگست 1959 میں صدر پاکستان کو پیش کر دی۔ کمیشن نے ٹھوس تجاویز پیش کیں جو تسلیم کر لی گئیں۔ اہم تجاویز درج ذیل ہیں:

رہنمائی اور مشاورت کا پروگرام

طلبہ کی بہبود اور رہنمائی کے لیے طے کیا گیا کہ ہر ثانوی، فنی اور اعلیٰ تعلیم کے ادارے میں رہنمائی اور مشاورت کا شعبہ قائم کر کے وہاں ایک راہنما مشیر کا تقرر کیا جائے تاکہ بلا سوچے سمجھے اور بے مقصد تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی رہنمائی کی جاسکے اور وہ ایسی تعلیم حاصل کریں جو خود طلبہ اور ملک کے لیے مفید ہو۔

نظام امتحانات

کمیشن نے طلبہ میں محنت کی عادت پیدا کرنے کے لیے رٹہ بازی کی سخت مخالفت کی اور نظام امتحانات از سر نو ترتیب دیا۔ کمیشن نے سفارش کی کہ 25 فیصد نمبروں کے لیے داخلی امتحان لیے جائیں اور 75 فیصد نمبروں کا امتحان یونیورسٹی لے۔ دونوں طرح کے امتحانات میں الگ کامیابی ضروری ہو۔ امتحان میں کامیابی کے لیے ہر مضمون میں 40 فیصد نمبر ضروری ہوں اور پاس ہونے کے لیے مجموعی طور پر 50 فیصد، سیکنڈ ڈویژن کے لیے 60 فیصد اور فرسٹ ڈویژن 70 فیصد نمبروں پر دی جائے تا کہ معیار تعلیم بلند ہو سکے۔

ڈگری پروگرام

کمیشن کی سفارش پر بی۔ اے کے ڈگری پروگرام کا دورانیہ دو سال سے بڑھا کر تین سال کر دیا گیا مگر اساتذہ، طلبہ اور ان کے والدین کی طرف سے شدید ردعمل سامنے آیا، جس کے نتیجے میں ڈگری کا دورانیہ پھر دو سال کر دیا گیا۔

ذریعہ تعلیم

کمیشن نے قومی زبان اردو کے بارے میں سفارش کی کہ یہ تمام صوبوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس کی فنی کمزوریاں دُور کر کے اس کے ذخیرہ الفاظ کو وسعت دی جائے اور تیسری سے بارھویں جماعت تک لازمی مضمون کے طور پر پڑھائی جائے۔

ٹیکسٹ بک بورڈ

کمیشن نے سفارش کی کہ درسی کتب کی تیاری، طباعت اور تقسیم کے لیے ایک خود مختار ادارہ ٹیکسٹ بک بورڈ بنایا جائے۔ خلاصے اور گائیڈیں وغیرہ غیر قانونی قرار دی جائیں۔ ان کی اشاعت اور فروخت کو بھی غیر قانونی قرار دیا جائے۔

امتحانی بورڈز

1959ء کی تعلیمی پالیسی کے فیصلہ کے تحت دسویں اور بارھویں جماعتوں کے امتحانات یونیورسٹیوں کی بجائے بورڈوں کے سپرد کیے جائیں۔ اس مقصد کے لیے نئے امتحانی بورڈز قائم کیے جائیں۔

قومی تعلیمی پالیسی 1970ء

1969ء میں مارشل لاء لگا تو جنرل محمد یحییٰ خاں کی حکومت برسر اقتدار آئی۔ اس نے ایئر مارشل نور خاں کی سربراہی میں تعلیمی تجاویز مرتب کرنے کے لیے ایک کمیٹی کا تقرر کیا۔ اس کمیٹی نے پورے ملک سے طلبہ، اساتذہ، سیاسی نمائندوں اور عام لوگوں سے وسیع پیمانے پر رابطے کیے اور نئی تعلیمی پالیسی کے لیے تجاویز مرتب کیں۔ عوامی حلقوں نے اس رپورٹ کا خیر مقدم کیا۔ مارچ 1970ء میں اسمبلی نے نور خاں پالیسی کی منظوری دے دی۔ اس پالیسی کے نمایاں خدوخال درج ذیل ہیں:

ابتدائی تعلیم

اس پالیسی میں تجویز کیا گیا کہ ابتدائی تعلیم پہلی سے آٹھویں جماعت تک شمار کی جائے اور 1980ء تک یہ لازمی کر دی جائے۔ پانچویں درجے تک تعلیم مفت ہوگی۔ کارخانہ داروں کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ اپنے ملازمین کو ضروری تعلیم دیں اور ایران کی سپاہ دانش کی طرز پر ایجوکیشن کور قائم کی جائے۔

علم التعلیم

اساتذہ کی کمی دور کرنے کے لیے سفارش کی گئی کہ انٹر اور ڈگری کی سطح پر ''علم التعلیم'' کو بطور اختیاری مضمون کے شامل نصاب کیا جائے۔

سائنس کالج اور سائنس سکول

اس پالیسی میں سفارش کی گئی کہ ہر ضلع میں ایک سائنس کالج اور ہر تحصیل میں ایک سائنس سکول قائم کیا جائے۔

قومی زبان

پالیسی میں اردو کے بارے میں سفارش کی گئی کہ اسے قومی زبان قرار دے کر سرکاری زبان بنایا جائے اور درسی کتب اردو میں تیار کی جائیں۔ انگریزی کو بطور ذریعہ تعلیم ختم کرنے کے مسئلہ پر غور وخوض کے لیے ایک کمیشن قائم کرنے کی سفارش کی گئی۔ نورخاں پالیسی میں انتخابات کے ذریعہ طلبہ یونینیں قائم کرنے کی بھی سفارش کی گئی۔ نورخاں کی تعلیمی پالیسی کئی اعتبار سے ایک جامع اور منفرد پالیسی تھی لیکن اس رپورٹ کے عملی نفاذ کا موقع نہ مل سکا۔

قومی تعلیمی پالیسی 80-1972ء

دسمبر 1971ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت برسر اقتدار آئی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اس پالیسی کا اعلان کیا۔ اس پالیسی کے نفاذ کے وقت تمام پرائیویٹ اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا اور ملکی نظام تعلیم کے دوسرے پہلوؤں میں بہت سی تبدیلیاں تجویز کی گئیں۔

لازمی اور مفت تعلیم

پالیسی میں طے کیا گیا کہ ملک کے تمام بچوں کے لیے میٹرک تک عام اور مفت تعلیم کا بندوبست کیا جائے گا۔ محدود مالی وسائل کے پیش نظر طے کیا گیا کہ اکتوبر 1972ء سے آٹھویں تک اور اکتوبر 1974ء سے دسویں جماعت تک فیس بالکل معاف کر دی جائے گی۔ 1979ء تک تمام لڑکوں اور 1984ء تک تمام لڑکیوں کو لازمی اور مفت تعلیم کی سہولت مہیا کی جائے۔

فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم

کالجوں میں طلبہ کی اکثریت آرٹس میں داخلہ لیتی ہے۔ طے کیا گیا کہ 1980ء تک کالجوں میں فنی اور پیشہ ورانہ مضامین کا اجرا کیا جائے گا۔ پیشوں کے متعلق مضامین میں چالیس فیصد، سائنسی مضامین میں تیس فیصد اور باقی تیس فیصد طلبہ کو آرٹس میں داخل کیا جائے گا۔ جن کالجز میں سائنسی مضامین نہیں پڑھائے جا رہے وہاں سائنس کا اجرا کیا جائے گا۔

پیپلز اوپن یونیورسٹی کا قیام

دوسرے ممالک کی طرح ایک ایسی یونیورسٹی قائم کی جائے گی جو خط وکتابت، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پروگراموں اور جز وقتی کلاسوں کی سہولتیں مہیا کرے گی۔ اس میں ایسے لوگوں کو تعلیمی سہولیات مہیا کی جائیں گی جو مختلف وجوہات کی بنا پر صبح کی کلاسز میں باقاعدہ تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے۔ اس یونیورسٹی کا نام اب علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ہے۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن

کتب کا ایک ادارہ ''نیشنل بک فاؤنڈیشن'' قائم کیا جائے گا جو کتابوں کی تصنیف وتالیف اور ترجمہ اور اشاعت کا ذمہ دار ہوگا اور پاکستان پرنٹنگ کارپوریشن کو اس ادارے کا حصہ بنا دیا جائے گا۔

امتحانات

پہلی جماعت سے پانچویں تک سالانہ ترقی، سال بھر کی کارکردگی کی بنیاد پر بغیر امتحان دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ پانچویں سے نویں جماعت تک سالانہ ترقی کا دارومدار سال بھر کی کارکردگی اور سالانہ امتحان پر رکھا گیا۔ دسویں اور بارھویں کے امتحانات بورڈوں کے ذریعے کروانے کا نظام برقرار رکھا گیا۔

تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینا

اس پالیسی کے تحت یکم ستمبر 1972ء سے ملک کے تمام نجی کالج اور یکم اکتوبر 1974ء سے تمام نجی سکول قومی تحویل میں لے لیے گئے۔ ان اداروں کے اساتذہ کو سرکاری اداروں کے برابر تنخواہ اور دوسری مراعات دی گئیں۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ نجی اداروں کے مالکان کو کوئی معاوضہ نہ دیا جائے گا۔

فوجی تربیت

طلبہ کو ملکی دفاع کا اہل بنانے کے لیے فوجی تربیت لازمی کردی گئی۔ اس مقصد کے لیے طلبہ کو مفت یونیفارم اور آئندہ کلاسوں کے داخلوں میں اضافی نمبروں کی سفارش کی گئی۔ طالبات کے لیے بھی یہ تربیت لازمی تھی۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن

1959ء کی تعلیمی پالیسی میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے قیام کی سفارش کی گئی تھی لیکن 80-1972ء کی پالیسی کے تحت اس کا قیام عمل میں آیا۔ اعلیٰ تعلیم اور یونیورسٹیوں کے تمام معاملات کے فیصلے کرنا اس کمیشن کے دائرہ اختیار میں ہے۔ اس کمیشن کا موجودہ نام ہائر ایجوکیشن کمیشن ہے۔

80-1972ء کی تعلیمی پالیسی میں تمام بچوں کے لیے یکساں تعلیمی مواقع فراہم کرنے پر زور دیا گیا۔ میٹرک تک مفت تعلیم کا بندوبست کرنے کی کوشش کی گئی۔ نئے امتحانی بورڈ اور یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ طلبہ کو آمدورفت کی سہولت دینے کے لیے کرایوں میں خصوصی رعایت دی گئی۔

80-1972ء کی پالیسی کو اپنی خوبیوں اور خامیوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ پالیسی بہت اہمیت کی حامل نظر آتی ہے جس نے تعلیم کو جمہوری عمل کا حصہ بنانے کی کوشش کی لیکن مالیاتی مشکلات اور پالیسی کے نفاذ میں جلد بازی اور ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہو سکے۔

قومی تعلیمی پالیسی 1979ء

سابقہ حکومتوں کی طرح 1977ء میں جنرل ضیاء الحق نے حکومت سنبھالتے ہی تعلیمی حالات کا جائزہ لینے کے لیے ایک کانفرنس بلائی۔ وسیع پیمانے پر تعلیمی اصلاحات کے لیے تجاویز جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا جن کی روشنی میں یہ پالیسی بنائی گئی۔ وزیر تعلیم

جناب محمد خاں ہوتی نے 1979ء میں یہ تعلیمی پالیسی شائع کروائی۔

ہمہ گیر ابتدائی تعلیم

پالیسی کے مطابق 53 فیصد بچے سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے تھے جبکہ 47 فیصد بچے اس سے محروم تھے۔ طے کیا گیا کہ سکول میں داخلہ کی عمر تک پہنچنے والے تمام لڑکوں کو 1987ء تک اور تمام لڑکیوں کو 1992ء تک سکولوں میں داخل کرنے کا انتظام کیا جائے گا۔ اس کے لیے پانچ سالوں میں تیرہ ہزار نئے پرائمری سکول کھولنے کا عزم کیا گیا۔

مساجد سکول

اخراجات بچانے، مساجد اور ان کے عملے سے فائدہ اٹھانے کے لیے پالیسی میں طے کیا گیا کہ مساجد سکول شروع کیے جائیں جن میں قرآن حکیم اور مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ ابتدائی تعلیم کے دوسرے مضامین شامل کر لیے جائیں۔ امام مسجد کی مدد کے لیے ایک تربیت یافتہ استاد کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ ابتدا میں پانچ ہزار مساجد سکول کھولنے کا پروگرام بنایا گیا۔

محلہ سکول

اسلامی معاشرے میں کچھ پڑھی لکھی خواتین ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنی حیاداری اور دوسری وجوہات کی بنا پر اپنے گھر کے ماحول سے باہر نکل کر کام کرنا پسند نہیں کرتیں۔ خواتین نے اپنے گھروں پر ہی صبح یا شام کے اوقات میں محلہ کی بچیوں کو قرآن مجید پڑھانے اور سلائی کڑھائی وغیرہ کی تربیت دینے کا کام جاری کیا ہوا ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی میں تعلیمی و تربیتی مرکزوں کی اس نظرانداز شدہ قسم سے فائدہ اٹھانے کے لیے تربیت یافتہ خواتین کے ذریعہ چلانے کا پروگرام بنایا گیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ ایسے اداروں کی معلمات کو اعزازی تنخواہیں دی جائیں اور طالبات کے لیے مفت درسی کتب اور تدریسی اعانتوں کا انتظام کیا جائے۔ ان اداروں کے نصاب میں گھریلو اقتصادیات کو بھی شامل کیا جائے اور یہاں بڑی عمر کی خواتین کو تعلیم و تربیت دی جائے۔

دیہی ورکشاپ سکول

تعلیم حاصل نہ کرنے والے اور تعلیم مکمل کرنے سے پہلے سکول چھوڑ دینے والے بچوں کی تربیت کا ملک میں کوئی انتظام نہیں تھا ایسے بچوں کو حصول معاش کے قابل بنانے کے لیے ایک ہزار دیہی ورکشاپ سکول کھولنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ایسے ورکشاپ سکولوں میں تربیت یافتہ عملہ مقرر کرنے کے علاوہ پیشہ ورانہ لوگوں سے مدد لینے کا پروگرام بنایا گیا۔

خصوصی بچوں کی تعلیم

خصوصی بچوں اور معذور افراد کے بارے میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان کی آبادی چار فیصد کے قریب ہے۔ جسمانی طور پر معذور، گونگے اور بہرے، ذہنی طور پر پس ماندہ اور نابینا افراد کے لیے پالیسی میں طے کیا گیا کہ مرکزی حکومت ایسے افراد کی تربیت اور بحالی کے لیے رہنما منصوبے بنائے گی۔ ایسے لوگوں کو مفید مہارتیں سکھائی جائیں گی تاکہ یہ معاشی طور پر خود کفیل ہو جائیں۔ ایسے ادارے چلانے والی تنظیموں کی بھی مدد کی جائے گی۔ حکومتی سطح پر تعلیمی پالیسی میں پہلی دفعہ ایسے لوگوں کی تعلیم کی طرف توجہ دی گئی۔

اسلامی مدارس

دارالعلوم، مکاتب اور مدارس کا نظام مسلمانوں میں اسلام کی اشاعت اور قرآن کی تعلیم کے لیے قائم ہے۔ یہ ادارے مفت تعلیم

کا بندوبست کرتے ہیں۔ ان اداروں کی طرف حکومت نے کبھی توجہ نہیں کی۔ ان اداروں کے بورڈوں کے ساتھ الحاق کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔ ان اداروں کے فارغ التحصیل لوگوں کو سرکاری ملازمتیں دی جانے لگیں۔

اسلامیات اور مطالعہ پاکستان

اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کی تدریس لازمی کردی گئی۔ یہاں تک کہ اسے پیشہ ورانہ کالجوں کے نصاب میں بھی شامل کردیا گیا۔

نجی اداروں کے قیام کی اجازت

1972-80ء کی تعلیمی پالیسی میں نجی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ اس پالیسی میں دوبارہ نجی اداروں کے قیام کی اجازت دی گئی۔

یونیفارم

طے کیا گیا کہ 80-1979 سے تمام سکولوں میں ایک جیسا یونیفارم لازمی ہوگا۔ لڑکوں کے لیے طے کیا گیا کہ وہ ملیشیا کی شلوار قمیض پہنیں گے۔ لڑکیاں ہلکے نیلے رنگ کی قمیض اور سفید شلوار استعمال کریں گی۔ دوپٹے کا رنگ ادارے کی مرضی کے مطابق استعمال کیا جا سکے گا۔ موسم سرما میں بھی اضافی کپڑوں کے ساتھ یہی لباس استعمال کیا جائے گا۔

ذریعہ تعلیم

پاکستان کے آئین اور قائداعظمؒ کے فرمان کے مطابق اردو کی حیثیت مسلّم ہے۔ پالیسی میں طے کیا گیا کہ پندرہ سال کے اندر اردو کو دفتری زبان کے طور پر نافذ کر دیا جائے گا۔ لیکن عبوری عرصے میں انگریزی کو دفتری کاروبار چلانے کے لیے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ یہ بھی طے کر دیا گیا کہ حکومت سے امداد حاصل کرنے والے تمام انگلش میڈیم سکول قومی زبان اردو یا صوبائی اسمبلی سے منظور شدہ علاقائی زبان کو ذریعہ تعلیم بنائیں گے۔ اعلیٰ تعلیم کے درجوں میں بھی اردو کو بتدریج ذریعہ تعلیم بنایا جائے گا۔

اس پالیسی میں عوام میں یکجہتی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی نظریہ حیات کی روشنی میں فرد کی تعلیم وتربیت کا نظام قائم کرنے کی خواہش موجود ہے لیکن اس پالیسی کا حشر بھی دوسری تعلیمی پالیسیوں سے مختلف نہیں ہے۔ بعد میں آنے والوں نے اپنی نئی تعلیمی پالیسیاں بنائیں اور نافذ کیں۔ پانچویں پانچ سالہ منصوبے 83-1978ء میں تعلیم پر اٹھنے والے اخراجات کی شرح قومی پیداوار کے 1.8 سے بڑھا کر 3.1 کرنے کا پروگرام بنایا گیا مگر اس پر بھی عمل نہ ہوا۔

قومی تعلیمی پالیسی 1992ء

نومبر 1988ء کے انتخابات کے نتیجے میں پاکستان پیپلز پارٹی ایک دفعہ پھر برسراقتدار آئی۔ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت نے اپنی تعلیمی پالیسی وضع کرنے کے لیے ماہرین تعلیم اور اساتذہ کی ایک کانفرنس 1990 میں طلب کی۔ اس کانفرنس میں اصلاحات کے لیے بہت سی تجاویز سامنے آئیں۔ ابھی نئی تعلیمی پالیسی تیاری کے مراحل میں تھی کہ اکتوبر 1990 کے انتخابات کے نتیجے میں میاں نواز شریف کی سربراہی میں مسلم لیگ کی حکومت برسراقتدار آئی۔ اس وقت کے وزیر تعلیم جناب سید فخر امام نے 1992ء میں نئی قومی تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا جس کے اہم اہداف ذیل میں دیے جا رہے ہیں۔

پرائمری تعلیم

اس سے پہلے کی تمام پالیسیوں میں پہلی سے آٹھویں جماعت تک کی ابتدائی تعلیم کو لازمی کرنے کا عندیہ دیا گیا لیکن بعض مجبوریوں کی بنا پر پہلی سے پانچویں جماعت تک کی پرائمری تعلیم کو جاری رکھا گیا۔ اس پالیسی میں کہا گیا کہ خواندگی کی موجودہ شرح 31 فیصد سے بڑھا کر 2002ء تک 70 فیصد کر دی جائے گی۔ پرائمری میں آہستہ آہستہ داخلے کی شرح 100 فیصد تک بڑھا دی جائے گی۔ حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ داخلے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی پرائمری سکول کھول سکے اس لیے سات ہزار کے قریب مسجد سکول کھولے جائیں گے۔

کمپیوٹر کی تعلیم

کمپیوٹر موجودہ دور کی انتہائی اہم ایجاد ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں کمپیوٹر سے فائدہ نہ اٹھایا جا رہا ہو۔ کمپیوٹر کی تعلیم کی اہمیت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ آئندہ قومی ضروریات پوری کرنے کے لیے طلبہ کو اس کی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ اس لیے طے کیا گیا کہ سکول کی سطح پر کمپیوٹر کی تعلیم کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

فروغ تعلیم کے لیے پروگرام

اس پالیسی میں فروغ تعلیم کے خاصے پروگرام شامل کیے گئے۔ 33 نئے پولی ٹیکنیک ادارے، 8 نئے ٹیکنالوجی کالجز قائم کرنے کا عزم کیا گیا۔ اسی طرح سیکنڈری سکولوں کی تعداد انیس ہزار سے بڑھا کر 48487 کالجوں کی تعداد 535 سے بڑھا کر 935 اور یونیورسٹیوں کی تعداد 23 سے بڑھا کر 43 کرنیکا پروگرام بنایا گیا۔ ان میں نئی یونیورسٹیوں میں سے 16 نجی شعبے قائم کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ اس طرح نجی شعبے کو تعلیمی پروگراموں میں شریک کرنے کے لیے کئی اور اقدامات بھی تجویز کیے گئے۔

اخراجات

پالیسی میں بتایا گیا کہ آئندہ دس برس میں تعلیمی پالیسی پر عمل درآمد کے لیے 143 ارب روپے کے ترقیاتی اخراجات ہوں گے جن میں سے 36 ارب نجی شعبے میں ہوں گے۔

امتحانات

امتحانات کو بدعنوانیوں سے پاک کر کے اس کی اصلاح کا پروگرام بنایا گیا۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ بورڈوں اور یونیورسٹیوں میں پورے امتحانی نظام کو کمپیوٹر سے منسلک کر دیا جائے گا۔ پرچہ سوالات میں سابقہ دور کے معروضی حصہ کو بڑھایا اور انشائیہ حصہ کو بہت مختصر کر دیا جائے گا۔ امتحانات کے معیار کو بہتر بنا کر ترقی یافتہ ممالک کے برابر لایا جائے گا۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے 98-1993 میں پانچ سے نو سال کے تمام بچوں کو پرائمری تعلیم دلوانے، اساتذہ کی تربیت اور شرح خواندگی میں اضافے کا پروگرام بنایا گیا مگر اس پر بھی مکمل طور پر عمل نہ ہو سکا۔

قومی تعلیمی پالیسی 2010-1998ء

مسلم لیگ کی حکومت 1997ء میں پھر برسر اقتدار آئی تو وزیر اعظم نواز شریف نے نئی تعلیمی پالیسی تشکیل دینے کا حکم دیا جس کا اعلان اس وقت کے وزیر تعلیم سید غوث علی شاہ نے مارچ 1998ء میں کیا۔ اس پالیسی کے نمایاں خدوخال درج ذیل ہیں:

اسلامک ایجوکیشن

قرارداد مقاصد اور آئین پاکستان کی دفعہ 13 کے مطابق پہلی دفعہ یہ تسلیم کیا گیا کہ پاکستانی شہری کے لیے قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرنے کی جو ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے، طلبہ کی اس کے مطابق تربیت کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قرآن کی تعلیم کو تمام سطحوں اور درجوں میں لازمی قرار دیا گیا۔ چھٹی سے بارھویں جماعت تک قرآن پاک مع ترجمہ پڑھانے کا پروگرام بنایا گیا۔ اسلامی تعلیمات کے تربیتی پروگرام پاکستان ایڈمنسٹریٹو سٹاف کالج، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن، سٹاف کالجز اور آرمڈ فورسز کی اکیڈمیز میں بھی شروع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ طے کیا گیا کہ دینی مدارس کو جدید سکولوں کی طرز پر ڈھال کر دینی مدارس کے جاری کردہ سرٹیفیکیٹس اور ڈگریوں کو تسلیم کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے منظوری دینے کا اہتمام کیا جائے گا۔

ابتدائی تعلیم

یہ بات بین الاقوامی سطح پر تسلیم کی جا چکی ہے کہ تعلیم حاصل کرنا ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ موجودہ پالیسی میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ ہر شہری کو تعلیم کے مواقع مہیا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس وقت 71 فیصد بچے سکول میں داخل ہوتے ہیں جن میں سے 45 فیصد پرائمری سکول کے دوران سکول چھوڑ جاتے ہیں۔ 2002ء تک داخلوں کی شرح 90% کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ اساتذہ کی تربیت اور موجودہ نظام کی خرابیاں دور کرنے کے لیے خصوصی پروگرام بنائے گئے۔

مسجد سکول

ایلیمنٹری ایجوکیشن کے مقاصد حاصل کرنے کے لیے پینتالیس ہزار نئے سکول کھولنے کا پروگرام بنایا گیا جن میں سے بیس ہزار سکول مساجد میں کھولنے کا منصوبہ تھا۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ لازمی اور مفت ایلیمنٹری سکول ایجوکیشن کا ایکٹ جلد اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ خواندگی میں اضافہ کے لیے بیاسی ہزار، غیر رسمی سکول کھولنے کا منصوبہ بنایا گیا۔

ضابطۂ اخلاق

اس تعلیمی پالیسی میں پہلی بار ضرورت محسوس کی گئی کہ اساتذہ کے لیے ایک ضابطہ اخلاق تشکیل دیا جائے اور تعلیمی بہتری کے لیے اسے نافذ کیا جائے۔

اعلیٰ تعلیم

تجویز کیا گیا کہ 17 سے 23 سال کی عمر کے کم از کم 7 فیصد نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع مہیا کیے جائیں۔ اس پالیسی میں اعلیٰ تعلیم کے لیے سائنس اور آرٹس دونوں میں برابر شرح سے داخلہ دینے کا پروگرام بنایا گیا۔ سفارش کی گئی کہ اعلیٰ تعلیم کے مواقع میں اضافہ کیا جائے۔ یونیورسٹیوں کو مزید کیمپس کھولنے کی سہولیات دی جائیں۔ داخلے میرٹ پر کیے جائیں۔ ڈگری کی سطح کی تعلیم کو

بین الاقوامی معیار کے مطابق بنایا جائے۔ اچھی شہرت کے حامل کالجز کو ڈگری جاری کرنے اور نصابات بنانے جیسے معاملات میں خودمختاری دے دی جائے۔ یونیورسٹی اساتذہ کو عام گریڈ سے زیادہ شرح پر تنخواہیں دی جائیں۔ تعلیمی مقاصد کے حصول کے لیے بجٹ کی شرح بڑھا کر جی ڈی پی کا 4 فیصد کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

پاکستان میں تعلیمی پالیسیوں کا جائزہ لیتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ 1947ء سے اب تک جتنی حکومتیں تبدیل ہوئیں سب نے اقتدار حاصل کرنے کے بعد تعلیمی پالیسی میں تبدیلی کو ضروری سمجھا جب کہ سب پالیسیوں کے مقاصد میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیمی پالیسی قومی پالیسی ہوتی ہے اور اسے حکومت بدلنے کے ساتھ تبدیل نہیں ہونا چاہیے۔ تعلیمی پالیسی کے مقاصد کے حصول کے لیے لمبی مدت کی سرمایہ کاری بہت ضروری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں تعلیمی پالیسیوں کے مقاصد کے حصول کے لیے اچھے ترقیاتی منصوبے بھی بنائے گئے لیکن ان منصوبوں پر عمل درآمد نہ کیا گیا۔ اس لیے آج تک تعلیمی مقاصد کا حصول ممکن نہیں ہوا۔

اہم نکات

1- تمام تعلیمی پالیسیوں میں پاکستان کی نظریاتی اساس اور خواندگی کے حصول کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔

2- تعلیمی کانفرنس 1947ء پاکستان میں بننے والی تمام تعلیمی پالیسیوں کے لیے مشعل راہ کا کام دیتی رہی ہے۔

3- تعلیمی کمیشن رپورٹ 1959ء میں پہلی بار نظام امتحانات کو تبدیل کیا گیا اور تین سالہ ڈگری پروگرام تجویز کیا گیا مگر عوامی احتجاج پر اسے واپس لینا پڑا۔

4- یحییٰ خاں کے دور میں بننے والی 1970ء کی تعلیمی پالیسی عوام کی امنگوں کے مطابق ہونے کے باوجود عمل درآمد سے محروم رہی۔

5- 80-1972ء کی تعلیمی پالیسی کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک انقلابی پالیسی تھی۔ اس پالیسی کے تحت انگلش میڈیم اداروں کے علاوہ نجی شعبہ کے تمام سکول و کالج قومی تحویل میں لیے گئے۔ لیکن اس پر بھی جزوی طور پر عمل کیا گیا۔ فیسوں میں معافی اور تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے کی وجہ سے اخراجات اتنے بڑھ گئے کہ حکومت اپنے منصوبوں پر عمل نہ کرسکی۔

6- 1979ء کی تعلیمی پالیسی ضیاء الحق (مرحوم) نے بنوائی اس میں تعلیم کے فنی اور نظریاتی پہلوؤں پر بہت زور دیا گیا۔ مسجد سکول، ورکشاپ سکول اور محلہ سکول کھولنے کا پروگرام بنایا گیا۔ اردو کو پندرہ سال میں قومی زبان کے طور پر نافذ کرنے کا پروگرام بھی بنا، لیکن ایسا نہ کیا جاسکا۔ البتہ نجی شعبہ کو دوبارہ تعلیمی ادارے کھولنے کی اجازت دے دی گئی۔

7- 1992ء کی تعلیمی پالیسی کا اعلان نواز شریف کے دور میں ہوا۔ تعلیمی پالیسی کے نفاذ کے ایک سال کے اندر اندر اس کی حکومت تبدیل ہوگئی۔

8- 2010-1998ء کی تعلیمی پالیسی نواز شریف کے دوسرے دور میں تیار ہونے کے بعد نافذ کردی گئی۔

آزمائشی مشق

معروضی حصہ

I- چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب کی نشاندہی کریں:

i- مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ اس لیے کیا کہ:

ا۔ وہ ایک الگ اور مستقل قوم تھے۔ ب۔ ہندو غیر منقسم ہندوستان میں اکثریت میں تھے۔

ج۔ انگریز مسلمانوں کو غلام رکھنا چاہتے تھے۔ د۔ مسلمان اپنے نظریہ حیات کا تحفظ چاہتے تھے۔

ii- پہلی دفعہ کمپیوٹر کی تعلیم کو سکولوں میں متعارف کرانے کی سفارش کی گئی:

ا۔ تعلیمی پالیسی 80-1972 ب۔ تعلیمی کمیشن 1959

ج۔ تعلیمی پالیسی 1992 د۔ تعلیمی پالیسی 2010-1998

iii- 80-1972 کی تعلیمی پالیسی میں:

ا۔ اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کی تعلیم لازمی کردی گئی۔ ب۔ کمپیوٹر کی تعلیم لازمی کردی گئی۔

ج۔ نجی اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔ د۔ ورکشاپ سکول کھولے گئے۔

iv- 1970 کی تعلیمی پالیسی نافذ نہ ہو سکی:

ا۔ مالی مشکلات کی وجہ سے ب۔ عوام کی مخالفت کی وجہ سے

ج۔ تعلیمی اداروں کے عدم تعاون کی وجہ سے د۔ حکومت کی تبدیلی کی وجہ سے

v- بی اے کی ڈگری کے پروگرام کا دورانیہ دو سے بڑھا کر تین سال کر دیا گیا:

ا۔ تعلیمی پالیسی 1947ء ب۔ تعلیمی پالیسی 1970ء

ج۔ تعلیمی کمیشن 1959ء د۔ تعلیمی پالیسی 1979ء

vi- تعلیمی پالیسی 1970ء کے دور میں وضع کی گئی:

ا۔ میاں نواز شریف کے ب۔ ذوالفقار علی بھٹو کے

ج۔ جنرل یحییٰ خان کے د۔ جنرل ضیاالحق کے

vii- پہلی تعلیمی کانفرنس کا اولین مقصد تھا:

ا۔ تعلیم بالغاں کی طرف توجہ دینا ب۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کے لیے تیاری

ج۔ نظام تعلیم کو اپنی ثقافت کے مطابق ڈھالنا د۔ ایثار، قربانی اور قومی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا

viii- ٹیکسٹ بک بورڈ کے قیام کا مقصد ہے:

ا۔ امتحان کے لیے تیاری ب۔ ڈگریوں کی تقسیم

ج۔ درسی کتب کی تیاری اور طباعت د۔ خلاصے اور گائیڈوں کی تیاری

ix- 1970ء کی تعلیمی پالیسی میں انٹر اور ڈگری کی سطح پر اختیاری مضمون کے طور پر شامل کرنے کی سفارش کی گئی:

ا۔ فنی تعلیم ب۔ زرعی تعلیم

ج۔ علم التعلیم د۔ جسمانی تعلیم

x- طلبہ کے لیے فوجی تربیت لازم کر دی گئی:

ا۔ تعلیمی پالیسی 1947ء کے تحت ب۔ تعلیمی پالیسی 1979ء کے تحت

ج۔ تعلیمی پالیسی 1970ء کے تحت د۔ تعلیمی کمیشن 1959ء کے تحت

II- مندرجہ ذیل بیانات میں سے کچھ صحیح ہیں اور کچھ غلط۔ اگر بیان صحیح ہو تو "ص" کے گرد اور غلط ہو تو "غ" کے گرد دائرہ لگائیں:

i- عمل تعلیم اور تعلیمی نظام کو قومی نظریہ حیات سے جدا کیا جا سکتا ہے۔ ص / غ

ii- قومی تعلیمی کمیشن 1959ء میں انٹرمیڈیٹ کلاسوں کو یونیورسٹی تعلیم سے الگ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ص / غ

iii- اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ ص / غ

iv- تعلیمی پالیسی قومی پالیسی ہوتی ہے، اسے حکومت بدلنے کے ساتھ تبدیل ہونا چاہیے۔ ص / غ

v- پاکستان میں تعلیمی پالیسیوں کے مقاصد کے حصول کے لیے کامیاب ترقیاتی منصوبے بنائے گئے۔ ص / غ

vi- قومی تعلیمی پالیسی 1998-2010ء میں پرائمری سکولوں میں داخلے کی شرح 90 فی صد تک کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ص / غ

vii- 1979ء کی قومی تعلیمی پالیسی میں اساتذہ کے لیے ضابطہ اخلاق تشکیل دینے کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ ص / غ

viii- ایران کی سپاہِ دانش کی طرز پر ایجوکیشن کور قائم کرنے کا پروگرام قومی تعلیمی پالیسی 1970ء کے تحت بنایا گیا۔ ص / غ

xi- اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں کے لیے تربیت یافتہ افرادی قوت مہیا کرنا تعلیم کا بنیادی فریضہ ہے۔ ص / غ

x- ہائر ایجوکیشن کمیشن کے دائرہ اختیار میں اعلیٰ تعلیم اور یونیورسٹیوں کے تمام معاملات کے فیصلے کرنا شامل ہے۔ ص / غ

III- مندرجہ ذیل خالی جگہ پُر کریں:

i- ہر ملک اپنی تعلیمی پالیسی کے مقاصد اپنے نظریہ.................. کے مطابق طے کرتا ہے۔

ii- برطانوی نظامِ تعلیم نے ایک غلامانہ.................. کو جنم دیا۔

iii- 1947ء کی تعلیمی کانفرنس کے نام اپنے پیغام میں .... نے فرمایا "نئی مملکت کا قیام ہی ہمارا مقصد نہ تھا بلکہ یہ حصول مقصد کا ایک ذریعہ ہے"۔

-iv علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی تعلیمی پالیسی .... کے تحت قائم ہوئی۔

-v 80-1972ء کی تعلیمی پالیسی کے تحت .... تک مفت تعلیم کے احکامات جاری کیے گئے۔

-vi تعلیمی پالیسی کے .... کے حصول کے لیے لمبی مدت کی سرمایہ کاری بہت ضروری ہے۔

-vii یہ بات بین الاقوامی طور پر تسلیم کی جا چکی ہے کہ تعلیم حاصل کرنا ہر شہری کا بنیادی .... ہے۔

-viii 1979ء کی قومی تعلیمی پالیسی میں طے کیا گیا ہے پندرہ سال کے اندر .... کو دفتری زبان کے طور پر نافذ کر دیا جائے گا۔

-xi پہلی تعلیمی کانفرنس 27 نومبر 1947ء کو .... میں منعقد ہوئی۔

-x مساجد سکول قومی تعلیمی پالیسی .... کے تحت قائم ہوئے۔

-IV کالم (ا) کو کالم (ب) سے ملا کر صحیح جواب کالم (ج) میں لکھیے:

	کالم (ا)	کالم (ب)	کالم (ج)
-i	انگریزی کو ناگزیر برائی کے طور پر کچھ عرصہ جاری رکھنے کی سفارش کی گئی	تعلیمی پالیسی 80-1972ء	
-ii	تعلیمی کانفرنس 1947ء سے خطاب کیا	تعلیمی پالیسی 1979ء	
-iii	میٹرک تک تعلیم مفت کرنے کے احکامات جاری کیے	تعلیمی کمیشن 1959ء	
-iv	ایک انقلابی تعلیمی پالیسی ہے	تعلیمی پالیسی 1970ء	
-v	مسجد سکول کھولے گئے	تعلیمی کانفرنس 1947ء	
-vi	بی اے کا دورانیہ تین سال کر دیا گیا	نور خاں کمیشن	
-vii	چھٹی سے بارھویں جماعت تک قرآن پاک مع ترجمہ پڑھانے کا پروگرام بنایا گیا	میاں نواز شریف	
-viii	کمپیوٹر کی تعلیم متعارف کرانے کی پہلی دفعہ سفارش کی گئی	تعلیمی پالیسی 1992ء	
-ix	دو مختلف تعلیمی پالیسیاں بنانے کے احکامات جاری کیے	قومی تعلیمی پالیسی 1970ء	
-x		ذوالفقار علی بھٹو	
-xi		قائداعظم محمد علی جناحؒ	

-V مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے جو چار سطروں سے زیادہ نہ ہوں:

-i 1947ء کی تعلیمی کانفرنس کے نام قائداعظمؒ کے پیغام کے چار اہم نکات لکھیے۔

-ii تعلیمی کمیشن 1959 کے مجوزہ نظام امتحانات کے فوائد پر ایک نوٹ لکھیے۔

-iii درج ذیل پر نوٹ لکھیے:

ا۔ مساجد سکول   ب۔ محلہ سکول   ج۔ دیہی ورکشاپ سکول

iv- ابتدائی تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر 1970ء تعلیمی پالیسی میں کیا اہم سفارشات پیش کی گئیں؟
v- 1972-80ء کی تعلیمی پالیسی میں میٹرک تک تعلیم مفت کر دی گئی۔ اس کے چار فوائد لکھیے۔
vi- 1979ء کی پالیسی میں کیا نقائص تھے چار سطروں میں لکھیے۔
vii- علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے قیام کی وجوہات لکھیے۔
viii- ہائر ایجوکیشن کمیشن کے قیام پر نوٹ لکھیے۔
xi- 1979ء کی تعلیمی پالیسی میں پاکستان کے لیے اردو کی اہمیت کے پیش نظر کیا سفارشات پیش کی گئیں؟
x- 1992ء کی تعلیمی پالیسی میں شرح خواندگی بڑھانے کے لیے جو اقدامات تجویز کیے گئے ان میں سے چار کا ذکر کریں۔

انشائیہ حصہ

VI- تعلیمی پالیسیوں کے حوالہ سے تعلیمی مقاصد کی اہمیت بیان کیجیے۔
VII- 1959ء کی کمیشن رپورٹ ایک جامع تعلیمی پالیسی تھی، واضح کیجیے۔
VIII- 1972-80ء کی تعلیمی پالیسی کے منفی اور مثبت اثرات بیان کیجیے۔
IX- قومی تعلیمی کمیشن 1959ء اور 1972-80ء کی تعلیمی پالیسی کی اہم سفارشات کا تقابلی جائزہ لیجیے۔
X- تعلیمی پالیسی 1979ء کی اہم سفارشات کا جائزہ لیجیے۔
XI- نظریہ پاکستان کے تعلیمی تقاضوں کے تعلیمی پالیسیوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے واضح کیجیے۔
XII- تعلیمی پالیسی 1992ء اور تعلیمی پالیسی 1979ء کی اہم سفارشات کا موازنہ کیجیے۔
XIII- تعلیمی پالیسی 1992ء کی اہم سفارشات کی اہمیت واضح کیجیے۔
XIV- ابتدائی تعلیم کے بارے میں مختلف تعلیمی پالیسیوں کا جائزہ پیش کیجیے۔
XV- تعلیمی پالیسی کے مقاصد کا حصول کیسے ممکن بنایا جا سکتا ہے؟ مثالوں سے واضح کیجیے۔